

سپریم کورٹ آف پاکستان

(بنیادی دائرہ اختیار سماعت)

بینچ:

مسٹر جسٹس افتخار محمد چوہدری، چیف جسٹس
مسٹر جسٹس خلیجی عارف حسین
مسٹر جسٹس طارق پرویز

آئینی پٹیشن 77/2010 اور ہیومن رائٹس کیس نمبرز 40220-G, 40303-P,

42-43/2012 اور 13124-P اور 43103-B/2011 اور رسول متفرق درخواستیں 2012

صدر بلوچستان ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن درخواست گزار

بنام

فیڈریشن آف پاکستان وغیرہ مدعا علیہ

اینڈ

آئینی پٹیشن نمبر 77/2010 میں دیوانی متفرق درخواست نمبر 431/2012

(کراچی میں مورخہ 30 جنوری 2012 کو میر بختیار ڈوکی کی بیوی اور بیٹی کا خوفناک اور سنسنی خیز قتل)

اینڈ

آئینی پٹیشن نمبر 77/2010 میں دیوانی متفرق درخواست نمبر 178-Q/2012

(بلوچستان میں لاپتہ افراد کے کیسز کے لیے اپیل)

برائے درخواست گزار:-

سید ایاز ظہور، سینئر وکیل سپریم کورٹ
مسٹر ہادی ثکلیل احمد، وکیل سپریم کورٹ
مسٹر کامران مرتضیٰ، وکیل سپریم کورٹ
سید قار شاہ، وکیل سپریم کورٹ
ملک ظہور شہوانی، وکیل، صدر بلوچستان ہائی کورٹ بار

شکایت کنندگان:

مسٹر نصر اللہ بلوچ، آواز برائے بلوچ لاپتہ افراد
میس سمیر بلوچ، اعظم خان اور مس رخسانہ بلوچ۔

عدالتی نوٹس پر:

ملک سکندر خان، ڈپٹی اٹارنی جنرل

برائے بلوچستان گورنمنٹ:

مسٹر امان اللہ کنراہی، ایڈووکیٹ جنرل
مسٹر نصیب اللہ بزنی، سیکرٹری ہوم ڈیپارٹمنٹ
راؤ امین ہاشم، آئی جی پولیس
مسٹر احسن محبوب، سی سی پی او، کوئٹہ
مسٹر حامد شکیل، ڈی آئی جی، کوئٹہ
قاضی عبدالواحد، ڈی آئی جی آپریشن
مسٹر نوشید یونس، اے آئی جی کرائم / فوکل پرسن برائے لاپتہ افراد
مسٹر فرحاد بارتچ، ایس پی آپریشن
فیاض بھٹی، ایس پی انوسٹی گیشن
محمد طارق، ایس پی سٹی
نور محمد، ایس ایچ او
ظفر اقبال، ڈپٹی ڈائریکٹر ہوم ڈیپارٹمنٹ

برائے ایف سی:

میجر جنرل عبید اللہ، آئی جی

برائے سندھ پولیس:

مسٹر مشتاق مہر، ڈی آئی جی۔ سی آئی ڈی
مسٹر نعیم شیخ، ایس ایس پی

برائے وازات دفاع، آئی بی اور ایف سی:

کوئی نہیں۔

تاریخ سماعت: 6 اپریل 2012ء

آرڈر

عدالت ہذا کے پہلے حکم مورخہ پانچ اپریل 2012ء کی روشنی میں فاضل ڈپٹی اٹارنی جنرل نے بتایا کہ صوبائی وزراء
مسمیٰ صادق عمرانی اور علی مدد جٹ کا بیان جو انہوں نے صوبائی اسمبلی میں دیا تھا جس میں انہوں نے ایف سی اہلکاروں کو دو
افراد کے اغواء اور بعد ازاں مستونگ کے علاقہ میں قتل میں ملوث بتایا۔ اور ان کا یہ بیان منجانب انسپکٹر جنرل ایف سی کے
افسر تعلقات عامہ کی رپورٹ مورخہ 07-02-2012 سے متضاد پایا گیا۔ اور یہ رپورٹ کئی اخبارات میں آچکی ہے۔
2۔ بظاہر الزامات نہایت سنگین نوعیت کے ہیں۔ اور دستور کے آرٹیکل نمبر (1) 63 (جی) کے تحت الگ نتائج

کے متقاضی ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

(1)63: ہر وہ شخص مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کے چناؤ اور انتخاب کا نااہل ہوگا اگر

----- (a)

----- (b)

----- (c)

----- (d)

----- (e)

----- (f)

(g) وہ بااختیار عدالت سے سزایافتہ ہو بسلسلہ کسی رائے کو منفی تاثر کی ترغیب دینا یا بذریعہ عمل جو نظریہ پاکستان، اقتدار اعلیٰ یا پاکستان کی یک جہتی اور سلیمیت کے برعکس ہو یا عدلیہ کے وقار یا آزادی کے خلاف ہو یا عدلیہ یا مسلح افواج پاکستان کی اہانت یا بدنامی کا باعث ہو۔ تا وقتیکہ اس کی رہائی سے پانچ سال کا عرصہ نہ گزر جائے۔

ہم بادی النظر میں رائے رکھتے ہیں کہ محض انسپکٹر جنرل F.C کا اختلاف بذات خود کافی نہیں جبکہ دو منتخب نمائندوں کے بیان سے موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے آئین کے تحت حلف اٹھایا ہے اور جو بھی بیان دیا جائے اس کے نتائج سے بخوبی آگاہ ہیں۔

3- ہم نے فاضل اٹارنی جنرل پاکستان کو ہدایت دی تھی کہ عدالت میں زیر بحث مقدمے میں پیش ہوں اور معاونت کریں۔ بالخصوص مذکورہ بالا بیانات کے سیاق و سباق میں تضاد کو کیسے حل کیا جاسکتا ہے کیونکہ ایک طرف ایف سی فورس ہے جو کہ سول انتظام کے لیے بلائی گئی ہے۔ اور دوسری طرف اسمبلی میں نمائندوں کا بیان ہے لیکن وہ عدالت میں حاضر نہیں ہوا اور التواء کی درخواست بھی وادی کہ وہ کوئی نہیں پہنچ سکا۔ صوبہ بلوچستان میں امن عامہ کی صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ اس کا فرض تھا کہ عدالت میں حاضر ہوتا کیونکہ وہ وفاق کی نمائندگی کرتا ہے۔ اور ایسی صورت میں اسے اسلام آباد میں دیگر امور کو ترجیح دینے کے بجائے حاضری عدالت کو نیٹ پہنچنے کے انتظامات قبل از وقت کرنا چاہیے تھے اور یوں اس نے عدالت ہذا کو کوئی اہمیت نہیں دی ہے۔ لہذا ہم ناخوشگوار کوریکارڈ پر لاتے ہیں اور اسے ہدایت کی جاتی ہے کہ آئندہ اپنی دیگر منصبی ذمہ داریوں پر عدالت ہذا میں حاضری کو فوقیت دے۔ تاہم مقدمہ ہذا اس ہدایت کے ساتھ التواء میں رکھا جاتا ہے کہ وہ ضروری دستاویزات حاصل کر کے امر ہذا میں معاونت کریں۔

4- دریں اثناء فاضل اٹارنی جنرل کونولٹس بھی کیا جاتا ہے کہ معاملہ ہذا میں احتیاط سے غور کرے اور مناسب حکم صادر کرنے میں معاونت کریں۔

5- فاضل ڈپٹی اٹارنی جنرل نے بتایا کہ وفاقی حکومت سے متعلق ہدایات کا اگلی پیشی سے پہلے مناسب جواب دے دیا جائے گا، کیونکہ فاضل اٹارنی جنرل کے نہ ہونے کے باعث متعلقہ جگہوں سے ہدایات موصول نہ ہو سکیں۔

6- جناب حامد شکیل قائم مقام ڈی آئی جی (Investigation) نے بتایا کہ وہ حافظ سعید الرحمن ولد اللہ

بخش کے بارے میں ایک جامع رپورٹ جمع کرائیں گے۔ جو کہ 2003 سے گمشدہ ہے اور وزارتِ داخلہ ، Crises Management Cell کے خط مورخہ 06-06-2009 کی روشنی میں وہ گجرانوالہ جیل میں قید کاٹ رہا ہے۔ اسے ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ ایک رپورٹ حاصل کرے اور فیکس کے ذریعے عدالتِ ہذا کے رجسٹرار کے پاس پیر مورخہ 09-04-2012 تک جمع کرائے تاکہ ہم اسے چیمبر میں ملاحظہ کر سکیں۔ اس کی ایک کاپی صدر بلوچستان ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو بھی دی جائے۔

7- اسی طرح، آئی جی پولیس اور ہوم سیکرٹری بلوچستان کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ گمشدہ افراد کے نام، صدر بلوچستان ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن سے حاصل کریں، جو پاکستان ہیومن رائٹس کمیشن سے موصول شدہ رپورٹوں کی بنیاد پر ایک لسٹ بنائیں اور انہیں ڈھونڈنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں، کہ اگر ان میں کوئی کسی جرم میں ملوث پایا جاتا ہے تو اسے متعلقہ قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ بجائے اس کے کہ غیر قانونی طور پر کوئی ایجنسی اسے نظر بند کرے۔ ہم نے بار بار دہرایا ہے کہ جہاں تک ان گمشدہ افراد کی نظر بندی کا تعلق ہے تو اسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ کچھ کیسوں میں ملوث ہیں۔

8- یہ بھی اہم بات ہے کہ ہوم سیکرٹری کی تیار شدہ لسٹ میں سے 265 افراد فرقہ وارانہ وجوہات پر ٹارگٹ کلنگ میں مارے گئے اور صرف کچھ افراد گرفتار کیے گئے۔ اور اب تک لیویز یا پولیس کی طرف سے کوئی بڑی پیشرفت دیکھنے میں نہیں آئی۔ اگرچہ اس طرح کے واقعات بار بار ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ پچھلے دس دنوں میں دو واقعات رونما ہوئے اور اس سے پہلے بالترتیب 15، 39، 81، 118 اور 10 افراد 2008، 2009، 2010، 2011 اور 2012 میں مارے گئے۔ دونوں ایجنسیوں کو ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ ان معاملات کی تحقیق کریں، ملزمان کو گرفتار کریں تاکہ وہ عدالت کے سامنے اپنے ٹرائل کا سامنا کر سکیں۔ اس حوالے سے انہیں یہ بھی ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ ان ملزمان کو ڈھونڈنے میں دلچسپی لیں جو کہ کسی جرم کے مرتکب ہوئے ہیں۔ کیونکہ بظاہر یہ دیکھا گیا ہے کہ بے شمار کیسوں میں ملزمان ڈھونڈ لیے گئے ہیں جب کہ ان افراد کے کیس بغیر کسی پیشرفت کے ملتوی پڑے ہیں۔

9- ہوم سیکرٹری نے بتایا کہ اس عرصہ کے دوران 227 فرنیٹر کور کے ملازمین ٹارگٹ کلنگ کے سبب مارے گئے ہیں۔ انسپکٹر جنرل آف پولیس کو اس بات کی نشاندہی کرنی چاہیے کہ آیا ایسے مقدمات میں ایف آئی آرز درج کی گئی تھیں اگر کی گئی تھیں تو ان مقدمات کی پیش رفت کیا ہے۔ اگر کوئی ملزم ملوث ہے تو کیا اس کو عدالتوں میں پیش کیا گیا ہے اور اس کے خلاف کارروائی کے کیا نتائج ہیں۔

10- عدالت کی کارروائی کے دوران ہم نے یہ بات بڑی تشویش سے محسوس کی کہ دو افراد کی موت سریاب کے علاقے میں ہوئی اس سلسلے میں ایف آئی آر نامعلوم افراد کے خلاف درج ہوئی تھی لیکن پولیس کی عدم دلچسپی کی وجہ سے سوائے کیس درج کرنے کے کوئی پیش رفت نہ ہوئی۔ اس طرح یہ بتایا گیا ہے کہ آج مستونگ کے علاقے میں دو اشخاص مردہ حالت میں ملے ہیں ان میں سے ایک کی شناخت بطور حافظ منور ہوئی ہے۔ ہوم سیکرٹری اور انسپکٹر جنرل پولیس بلوچستان کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس کیس کو دیکھیں اور مجرموں کو تلاش کریں۔

11- ہم اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ جہاں تک عام جرائم کا تعلق ہے وہ معاشرے میں باشندوں کے درمیان مختلف وجوہات کی بنا پر وقوع پذیر ہوتے ہیں لیکن ایسے مقدمات جہاں ٹارگٹ کلنگ، اغواء، اغواء برائے تاوان، لوگوں کی گمشدگی اور لاشیں ملنے جیسے مقدمات میں قانون نافذ کرنے والے ادارے کوئی دلچسپی نہیں لے رہے ہیں۔ اس بارے میں ہماری یہ رائے ہے جیسا کہ ہم نے اپنے حکم مورخہ 5 اپریل 2012ء میں محسوس کیا کہ وہ یہ کرنے کے اہل ہیں مگر ان کی طرف سے مصمم دلچسپی نہیں دکھائی جاتی اور وہ ایسے معاملات کو معمولی سمجھتے ہیں۔

12- یہ بات قابل ذکر ہے کہ صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی سنجیدہ صورتحال کی وجہ سے کئی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ مختلف طبقات اور اشخاص کے خلاف الزامات در الزامات لگائے جا رہے ہیں اس لیے صوبائی انتظامیہ اور وفاقی حکومت کو ضرور دلچسپی لینی چاہیے اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ قانون کی حکمرانی کسی بھی شخص خواہ وہ کوئی بھی ہو کو رعایت دیے بغیر قائم ہو بصورت دیگر اس کے برے نتائج نکلیں گے۔

13- ڈاکٹر دین محمد جو کہ کافی عرصہ سے لاپتا ہے کے سلسلہ میں کوئی رپورٹ پیش نہیں ہوئی۔ انسپکٹر جنرل پولیس کو حکم دیا جاتا ہے کہ تمام وسائل کو بروئے کار لایا جائے کیونکہ کافی حد تک شواہد مذکورہ لاپتا شخص کے بارے میں موجود ہیں۔ اگر اس سلسلہ میں ضرورت پڑے تو انسپکٹر جنرل پولیس دوسری قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں سے جیسے ایف سی صوبائی سطح پر کام کرنے والے خفیہ اداروں سے میٹنگ کر کے تمام لاپتا افراد بغیر مزید وقت ضائع کیے باز یاب کرائے۔

14- بحکم مورخہ 5 اپریل 2012ء احکامات صادر کیے گئے کہ جو افراد علاقہ نیو سریاب سے یکم مارچ 2012ء سے لاپتا ہیں ان کو باز یاب کرایا جائے تو تعمیل حکم میں محمد جاوید، حاضر خان، مزار خان پسران حبیب خان اور ملک شیر ولد عامر خان مری کو پیش کیا گیا۔ بمطابق ایس ایچ او تھانہ نیو سریاب کے ایف آئی آر نمبری 36/2012 مورخہ 05.04.12 زبردفعات 149,148,147,365,34 تپ درج کی گئی ہے۔ رپورٹ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مورخہ 22 مارچ 2012 کو محمد شیر اور محمد حنیف پسران حبیب خان، لال محمد ولد دوران خان اور میر خان ولد عامر خان جو کہ لاپتا ہو گئے تھے اپنے گھروں کو واپس پہنچ چکے ہیں۔ اس بات کی تصدیق ان کی ایک رشتہ دار مسماۃ سمیرا نے بھی عدالت میں کی ہے۔ لیکن جہاں تک عامر خان ولد گل بہار، گل میر اور محمد میر خان کا تعلق ہے ان کو پیش نہیں کیا گیا۔ بمطابق ایس ایچ او کہ وہ کوششیں کر رہے ہیں کہ ان لوگوں کی باز یابی کو ممکن بنایا جائے۔ سیکرٹری داخلہ اور انسپکٹر جنرل پولیس کو حکم دیا جاتا ہے کہ مذکور ان کی باز یابی کرائیں اور 10 اپریل 2012ء تک رپورٹ سپریم کورٹ کو فیکس کریں تاکہ ہم چیئرمین میں ان کا جائزہ لے کر ضرورت پڑنے پر مناسب حکم صادر فرما سکیں۔

15- آدم خان ولد حاجی شیر محمد عدالت میں پیش ہوا اور کہا کہ اس کے بھائی کو نور محمد ایس ایچ او کی موجودگی میں کچھ لوگوں نے اٹھایا تاہم واویلہ کے باوجود ایس ایچ او نے ایک بھی نہ سنی اور اب تک اس کا بھائی لاپتا ہے۔ مذکورہ ایس ایچ او جو کسی اور کیس کے سلسلہ میں عدالت میں موجود ہے اس نے بغیر کسی تردد کے کہا کہ اس کو موقع دیا جائے کہ لاپتا بھائی کو باز یاب کرائے لہذا ایس ایچ او کو موقع دیا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں اپنی رپورٹ کل مورخہ 7 اپریل 2012ء تک پیش کرے جو کہ ہمارے چیئرمین میں پیش کی جائے تاکہ باوجہ ضرورت مناسب حکم صادر فرمایا جائے۔

16- مسماۃ رخسانہ بلوچ پیش ہوئیں اور کہتی ہیں کہ مورخہ 3 اپریل 2012ء کو اس کے بھائی ڈاکٹر نصیر کو اس کے دو دوستوں کے ہمراہ جن کے نام اختر لانگو اور حفیظ رودھیانی ہیں ان کے گھر کے نزدیک ہوٹل سے اٹھایا گیا۔ اس سلسلہ میں پولیس کے پاس رپورٹ درج ہوئی لیکن دادرسی نہیں ہوئی۔ جب انسپکٹر جنرل پولیس سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا کہ بمطابق ایس پی کوئٹہ سٹی محمد طارق کہ ایک رپورٹ نسبت گمشدگی تین افراد کے روزنامے میں درج ہوئی ہے تاہم دریافت پر بتایا گیا کہ ایف آئی آر درج نہ ہوئی ہے کیونکہ مستغیث علی محمد بلوچ نے ملازموں کو نامزد کیا ہے۔ یہ جواب تسلی بخش نہ ہے کیونکہ معاملہ کو قانون کے مطابق چلنا چاہیے ہمارے لیے یہ معاملہ ناقابل فہم ہے کہ وہ علاقے جہاں پولیس باختیار ہے لوگوں کو اس طریقے سے اٹھالیا جاتا ہے جیسا کہ مختلف سائلین نے بیان کیا ہے۔ تاہم انسپکٹر جنرل پولیس اس بات کو یقینی بنائیں کہ تمام لاپتہ افراد کو بازیاب کرایا جائے کیونکہ قانون کا اپنا ایک طریقہ کار ہے اس نسبت اطلاع رجسٹر اسپریم کورٹ کو 10 اپریل 2012ء تک پہنچ جانی چاہیے تاکہ چیئرمین اس بات کا جائزہ لیا جائے۔

17- نائب صدر بلوچستان ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن جناب ساجد ترین نے ایک درخواست دی جس میں اس نے بیان کیا کہ فروری 2012ء کے مہینے میں تو تک سب تحصیل باغبانہ ضلع خضدار کے علاقے سے تحصیلدار اعظم بڑائی کے سامنے 30 افراد کو اٹھالیا گیا اور ان کی جائیدادوں کو بھی آگ لگا دی گئی۔ تاہم بعد ازاں 14 افراد کو رہا کر دیا گیا لیکن 16 افراد بھی تک لاپتہ ہیں۔ اس درخواست میں سیکرٹری داخلہ کو اس حکم کے ساتھ نوٹس دیا جائے کہ مذکورہ 16 افراد کی بازیابی کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اسی دوران سیکرٹری داخلہ تحصیلدار کی شہادت اور بیان رکارڈ کرے۔ وہ یہ کام مکمل کرے اور 16 اپریل 2012ء تک یا اس سے پہلے یہ رپورٹ ہمارے ملاحظے کے لیے رجسٹرار کو پیش کرے۔ اس درخواست کی کاپی تحصیلدار کو اس کی وضاحت / جواب کے لیے بھی بھجوائی جائے جواب موصول ہونے پر، اگر وہ داخل کرے، تو اس کی کاپی جناب ظہور شہوانی صدر، ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن بلوچستان اور مسٹر ساجد ترین نائب صدر ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن بلوچستان کو بھی مہیا کی جائے۔

18- یہ بتایا گیا ہے کہ نواب اکبر گیلانی کی پوتی کے قتل کے مقدمے تفتیش مشتاق احمد مہر ڈی آئی جی، سی آئی ڈی کے حوالے کر دی گئی ہے کیونکہ ایڈیشنل آئی جی شبیر شیخ جو پہلے تفتیش کر رہا تھا وہ ایک محکمانہ کورس میں شرکت کے لیے امریکہ چلا گیا ہے باوجود اس کے کہ اس مقدمہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے اسے اس مقدمہ کی تفتیش مکمل ہونے سے پہلے ملک چھوڑنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ یہ بیان کیا گیا ہے کہ آئی جی بلوچستان سندھ اس مقدمہ کی خود تفتیش کر رہا ہے اور جلد ہی اس مقدمہ کی تفتیش کا نتیجہ نکل آئے گا۔ تاہم ہم اس رپورٹ سے مطمئن نہیں ہیں۔ آئی جی پولیس سندھ خود پیش ہو کر اس بارے وضاحت کرے۔ وہ اس بات پر بھی غور کرے کہ اگر ضرورت پڑے تو شبیر شیخ کو واپس بلایا جائے تاکہ مقدمہ کی تفتیش معنی خیز نتیجہ پر پہنچ سکے۔

19- ہمارے حکم نامہ بتاریخ 5 اپریل 2012ء کے جواب میں جناب ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان نے الیکشن نہ کرانے کے بارے میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کی جانب سے ایک رپورٹ رکارڈ پر لایا ہے۔ جب کہ دوسرے صوبوں سے اس بارے کوئی رپورٹ موصول نہیں ہوئی شاید اس سبب کہ اٹارنی جنرل عدالت میں پیش نہیں ہوئے۔ یہی عمل اٹارنی جنرل

کے لیے بھی دہرایا جائے اور اسی دوران تمام چیف سیکرٹریوں کو نوٹس دیا جائے کہ وہ اگلی تاریخ پر خود پیش ہوں اور ہدایت کے مطابق یہ بیان دیں کہ آئین پاکستان کے آرٹیکل 32 اور 140 (اے) کی شقوں پر عمل کیوں نہیں کیا گیا۔

20- موجودہ حالات میں صوبہ بلوچستان کے متعلق امن و امان کی صورتحال کو برقرار رکھنے کے سوال کی بڑی اہمیت ہے اور متذکرہ بالا سرگرمیوں اور حکم مورخہ 5 اپریل 2012ء شہریوں کے بنیادی حقوق جو کہ آئین کے آرٹیکلز 14, 15, 18 اور 24 میں درج ہے کہ نفی کے مصداق ہے۔ اس لیے نہ صرف صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ضروری اقدامات اٹھائے مگر آئین کے آرٹیکل (3) 148 کے تحت وفاقی حکومت کی بھی مساوی ذمہ داری ہے کہ وہ امن و امان کو برقرار رکھنے کے لیے صوبائی حکومت کی مدد کرے تاکہ امن کی بحالی ہو اور شہریوں کی جان و مال کا تحفظ یقینی بنایا جاسکے۔ جیسا کہ یہ عدالت پہلے کراچی کے امن و امان کی حالت کے متعلق فیصلہ سنا چکی ہے جس کا عنوان وطن پارٹی بنام وفاقی حکومت پاکستان (PLD 2011 SC 997) میں حوالہ کیا گیا ہے۔ سہولت کی خاطر اس کا ایک متعلقہ حصہ نیچے بیان کیا جاتا ہے:-

"قرار دیتے ہیں کہ کراچی میں موجودہ تشدد ناقابل تصور، بربریت، خون خرابے، اغواء، بند بوری لاشوں کا بھینکنا بطور مثال پیش کیا جاتا ہے ایک مہینے میں 306 لاشوں کا گرنا، ٹارچر سیلوں کا ملنا جس کی ویڈیو پیش کی جا چکی ہے، ایک فریق کا دوسرے فریق کے مقابلے میں طاقتور بننے کے لیے بھتہ کی وصولی، زمین کے ناجائز قبضے لینے کے دوران مافیہ جو کہ شہریوں کی منقولہ اور غیر منقولہ املاک کی تباہی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ صوبائی حکومت اور انتظامیہ نے آئین کے آرٹیکلز 14, 15, 18 اور 24 میں شہریوں کو دیے گئے بنیادی حقوق کی حفاظت نہیں کی اور اس ناکامی سے شہریوں کے جان و مال غیر محفوظ ہو گئے ہیں۔ وفاقی حکومت اور انتظامیہ بھی صوبہ سندھ کو اندرونی خلفشار سے محفوظ نہ کر پائی ہے۔ اس طرح صوبہ سندھ کی حکومت آئین کے آرٹیکل (3) 148 کے تحت اپنے امور کی انجام دہی میں ناکام ہو چکی ہے۔"

بلوچستان میں بحالی امن کے لیے چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری، آئی جی پولیس بلوچستان کو چاہیے کہ وہ اس کو ملاحظہ فرمائیں اور اس پر عمل پیرا ہوں۔

21- مقدمہ کے حقائق اور حالات کی روشنی میں ہم حکم دیتے ہیں کہ حکم نامہ مورخہ 5 اپریل 2012ء اور یہ حکم نامہ پرنسپل سیکرٹری کے ذریعے وزیراعظم، سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ، سیکرٹری داخلہ اور سیکرٹری دفاع کے ساتھ ساتھ بلوچستان صوبے کے گورنر، وزیراعلیٰ / منتظم اعلیٰ کو ملاحظہ اور آئین کے تحت آئینی شقوں کی تعمیل کے لیے ضروری اقدامات کرنے کے لیے بھیجا جائے اور شہریوں کو ظلم، بربریت سے بچایا جائے جس کا وہ صوبہ بلوچستان میں سامنا کر رہے ہیں۔ فاضل اٹارنی جنرل متذکرہ بالا حکام کو ان احکامات سے آگاہی کو یقینی بنائے گا۔

22- متذکرہ بالا حکم اور حکم مورخہ 5 اپریل 2012ء کی تعمیل کو جانچنے کے لیے اس مقدمے کو مورخہ 12 اپریل 2012ء کو اسلام آباد میں سیریل نمبر 1 پر لگایا جائے اور مزید سماعت اسی مہینے کے مورخہ 30 سے شروع ہونے والے ہفتے میں برانچ رجسٹری کوٹہ میں کی جائے گی۔ فاضل اٹارنی جنرل پاکستان اور فاضل ایڈووکیٹ جنرل بلوچستان کو حاضر ہونے کی تاکید کی جاتی ہے۔

چیف جسٹس

جج

جج

کوٹہ

16 اپریل 2012